# وندے ماترم کی حقیقت

اور

# اس کی شرعی حیثیت


مرتبہ

ابو محمد صدیقی



شائع کردہ

**مجلس صیانۃ المسلمین**

۹/۶۴۵ محلہ مفتی سہارن پور (یوپی)

9897322550
9837551101
محمد شاداب قاسمی :: الفضل کمپیوٹر

# وندے ماترم کی حقیقت

اور

# اس کی شرعی حیثیت


مرتبہ

ابو محمد صدیقی



شائع کردہ

**مجلس صیانۃ المسلمین**

۶۵۴/۹، محلہ مفتی سہارنپور

ڈاکٹر اقبال سیالکوٹی

# وطنیت

(یعنی وطن بحیثیت ایک سیاسی تصور کے)

اس دور میں مے اور ہے جام اور ہے جم اور
ساقی نے بنا کی روش لطف و ستم اور
مسلم نے بھی تعمیر کیا اپنا حرم اور
تہذیب کے آزر نے ترشوائے صنم اور
ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

یہ بت کہ تراشیدۂ تہذیب نوی ہے
غارت گر کاشانۂ دین نبوی ہے
بازو ترا توحید کی قوت سے قوی ہے
اسلام ترا دیس ہے تو مصطفوی ہے
نظارۂ دیرینہ زمانے کو دکھا دے
اے مصطفوی خاک میں اس بت کو ملا دے

ہو قید مقامی تو نتیجہ ہے تباہی
رہ بحر میں آزاد وطن صورتِ ماہی
ہے ترک وطن سنت محبوب الٰہی
دے تو بھی نبوت کی صداقت پہ گواہی
گفتار سیاست میں وطن اور ہی کچھ ہے
ارشاد نبوت میں وطن اور ہی کچھ ہے

اقوام جہاں میں ہے رقابت تو اسی سے
تسخیر ہے مقصود تجارت تو اسی سے
خالی ہے صداقت سے سیاست تو اسی سے
کمزور کا گھر ہوتا ہے غارت تو اسی سے
اقوام میں مخلوق خدا بٹتی ہے اس سے
قومیت اسلام کی جڑ کٹتی ہے اس سے

(بانگ درا، کلیات اقبال ص ۱۱۹)

محمد یوسفؒ نائب معتمد عوامی کل ہند مجلس تعمیر ملت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# وندے ماترم کا پس منظر

''وندے ماترم،، کا ترانہ آزادی سے قبل سے لیکر آج تک متنازع فیہ رہا ہے۔ چونکہ یہ گیت خالص مشرکانہ اور ملحدانہ ہے اس لئے کبھی بھی مسلمانوں کے لئے قابل قبول نہیں رہا کیونکہ شرک سے سمجھوتہ کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مسلمانوں نے اور مسلم لیگ نے آزادی سے قبل جم کر اسکی مخالفت کی تھی۔ پنڈت جواہر لال نہرو اس کو قومی ترانہ تسلیم نہیں کرتے تھے۔ سبھاش چندر بوس باوجود بنگالی ہونے کے اس بنگالی گیت کے مخالف تھے انڈین نیشنل کانگریس نے بعض اجزا کو فرقہ وارانہ اور متنازع قرار دیکر حذف کر دیا تھا آل انڈیا طلبا یونین نے بھی یہ فیصلہ کیا تھا کہ یہ ترانہ فرقہ وارانہ جذبات کے باعث جذبات کو مشتعل کرتا ہے۔ اسلئے طلبہ کے اجتماعات کیلئے موزوں نہیں (اسٹیٹسمین ۱۲ دسمبر، ۱۹۳۸ء)

بنگال کے مشہور سوشلسٹ لیڈر جو اپنی صاف گوئی کے لئے کانگریس میں مشہور تھے مسٹر ایم این رائے نے کہا تھا ''وندے ماترم'' کے خلاف مسلمانوں کی نکتہ چینی صحیح بنیاد پر قائم ہے۔ ڈاکٹر لوہیا آنجہانی جو اس وقت کانگریس میں تھے، کہا تھا آنند مٹھ ناول ہماری قومی تحریک پر ایک داغ ہے۔ اس میں ایک جملہ ہے ''اب انگریز آ گئے ہیں

ہماری جان و مال کو امان ملے گی، اس اعتبار سے دیکھا جائے تو یہ ناول جس کے اندر یہ گیت شامل ہے ہماری قومی تحریک کے لئے بھی شرمناک ہے۔

(جریدہ انصاری ۱۸ اا اگست ۱۹۳۸ھ)

آزادی کے بعد کانگریس کے بعض حلقوں نے وندے ماترم کو بڑھاوا دیا اور سرپرستی کی۔ کانگریسی کارکن وقت بے وقت گنگناتے رہتے کچھ ہی سال پہلے مہاراشٹر میں کانگریس کی جانب سے وندے ماترم کی تحریک کے خلاف مہاراشٹر کی مسلم لیگ نے موثر مہم چلائی تھی۔ حال ہی میں اس ترانہ کو پڑھنے کی تجویز منظور کرلی گئی حیرت ان مسلم ارکان پارلیمنٹ پر ہے۔ جنھوں نے اس کی مخالفت میں آسمان سر پر کیوں نہ اٹھا لیا۔

یوپی میں میں بی ایس پی اور بھارتی جنتا پارٹی کی مشترکہ حکومت کے دور میں وندے ماترم کو اسکولوں میں پڑھانے کی تحریک ہوئی۔

۱۵/اگست ۱۹۹۷ء سے جبکہ حکومت ہند نے ۵۰ سالہ آزادی کی مسرت میں گولڈن جبلی منانے کا فیصلہ کیا، ۱۳ جماعتی متحدہ محاذ کی مرکزی حکومت میں بھی دوردرشن پر مختلف طریقوں اور مختلف انداز میں وندے ماترم کی ترویج کا کام انجام دیا جارہا ہے وندے ماترم کا مکمل ترجمہ ملاحظہ فرمائیں

۱ میں تری وندنا کرتا ہوں اے میری ماں — تو ہی میرا باطن تو ہی میرا مقصد ہے

تیرے اچھے پانی اچھے پھلوں — تو ہی جسم کے اندر کی جان ہے تو ہی

بھینی بھینی خشک جنوبی ہوائیں — بازوؤں کی قوت ہے

شاداب کھیتیوں والی میری ماں — دلوں کے اندر تیری ہی حقیقت ہے

۲ حسین چاندنی سے روشن رات والی
شگفتہ پھولوں والی گنجان درختوں والی
میٹھی ہنسی، میٹھی زبان والی، سکھ دینے والی
برکت دینے والی میری ماں

۳ ۳۰ کروڑ لوگوں کی پرجوش آوازیں
۶۰ کروڑ بازوؤں میں سنبھلنے والی
تلواریں
کیا اتنی قوت کے ہوتے ہوئے بھی
اے ماں تو کمزور ہے؟
تو ہی ہمارے بازوؤں کی قوت ہے۔
میں تیرے قدم چومتا ہوں میری ماں

۴ تو ہی میرا علم ہے تو ہی میرا دھرم ہے
تیری ہی محبوب مورتی ہے ایک ایک
مندر میں

۵ تو ہی درگا دس مسلح ہاتھوں والی
تو ہی کملا ہے کنول کے پھولوں کی بہار ہے
تو ہی پانی ہے علم سے بہرہ ور کرنے والی
میں تیرا غلام ہوں غلام کا غلام ہوں
غلام کے غلام کا غلام ہوں
اچھے پانی اچھے پھلوں والی میری ماں
میں تیرا بندہ ہوں

۶ لہلہاتے کھیتوں والی
مقدس موہنی آراستہ پیراستہ
بڑی قدرت والی قائم ودائم ماں میں تیرا بندہ ہوں

## آنند مٹھ

یہ ایک حقیقت ہے کہ بنکم چندر چٹر جی نے ''حاجی محسن فنڈ'' کے وظیفے پر تعلیم حاصل کی اور بی اے پاس کیا اور آنند مٹھ لکھ کر محسن کشی کی۔

(علامہ رشدی، زمیندار اخبار، ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۷ء، لاہور)

وندے ماترم کا یہ گیت جو آنند مٹھ نامی بنگالی زبان کے ناول میں شامل ہے اس فرضی کہانی میں یہ ترانہ ہندوؤں کی ایک خفیہ نیم مذہبی و نیم سیاسی جماعت کا تھا جس کے بارے میں یہ داستان گڑھی گئی کہ تقریباً ۱۷۰ سال قبل (ناول لکھے جانے سے پہلے) بنگال میں مسلمانوں کی حکومت کو تباہ کرنے کے لئے سازشیں کیا کرتی تھی۔ مسلمانوں

کی حکومت کو مٹانے ، ہندؤں کی حکومت قائم کرنے کیلئے وندے ماترم کو نعرہ کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔

ناول کا ہیرو ایک سنیاسی ہے جس کے ذریعہ داستان بیان کی گئی ہے اسکا نام بھوانندہ ہے۔ وہ اپنے مشن کے لئے لوگوں کو بھرتی کرتا ہے اس دوران اس کی ملاقات ایک نوجوان مہندر سے ہوتی ہے اس کو وہ وندے ماترم کے معنی سمجھانے کی کوشش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جب تک اس ملک سے مسلمانوں کو نہ نکال دیا جائے نہ تیرا دھرم محفوظ ہے اور نہ تو اپنے دھرم پر قائم رہ سکتا ہے۔ تب مہندر پوچھتا ہے کیا تم تنہا مقابلہ کروگے؟ بھوانندہ جواب دیتا ہے جب ۳۰ کروڑ آوازیں بلند ہونگی جب ٦٠ کروڑ تلواریں ، دونوں ہاتھوں میں ہونگی کیا اتنی قوت ہوتے ہوئے بھی ہماری ماتا کمزور ہوسکتی ہے۔

وندے ماترم کا تیسرا بند ملاحظہ کیجئے

تب بھی مہندر کو اطمینان نہیں ہوتا تو بھوانندہ کہتا ہے۔

"مسلمانوں کی قوت تیری کاہلی اور سستی ہے انگریز جنگ سے نہیں بھاگتا چاہے اس کی جان خطرہ میں ہو مگر مسلمان ایسا بزدل ہے ذرا سے خطرہ کا بھی مقابلہ نہیں کرسکتا، پسینہ آتے ہی بھاگ نکلتا ہے،، دوسری صبح بھوانندہ مہندر کو آنند مٹھ لے جاتا ہے۔ مندر کا برہمچاری مہنت اسکو لیکر مندر کے اندر جاتا ہے مندر نیم روشن ہے لیکن مندر میں جانے کا راستہ تاریک ہے،، مہندر مندر میں داخل ہوتا ہے وہ دیکھتا ہے وشنو کی بڑی مورتی کے ایک ہاتھ میں سنکھ دوسرے ہاتھ میں رنگ (کڑا) تیسرے میں ڈنڈا چوتھے ہاتھ میں کنول اس کے دائیں جانب لکشمی بائیں جانب سرسوتی کی مورتی ہے وشنو کی مورتی کی گود میں اور اس کے چرنوں میں خون آلود سر دکھائے گئے ہیں۔

برہمچاری پوچھتا ہے تو نے کیا دیکھا؟ مہندر کہتا ہے ہاں مگر وہ کون ہے؟

(برہمچاری کہتا ہے) وہ ماتا ہے وندے ماترم کہو۔

مہندر کو ایک اور کوٹھری میں لے جایا جاتا ہے۔ یہاں درگا دیوی کی مورتی ہے بہت بڑی اور شاندار برہم چاری کہتا ہے ہم تجھے ڈنڈوت کرتے ہیں اے ماتا درگا جس کے دس ہاتھ ہیں تو لکشمی ہے جو کنول میں رہتی ہے اور تو دانی ہے جو ہمیں علم دیتی ہے۔

وندے ماترم کا چوتھا بند ملاحظہ فرمائیں

اب مہندر میں تغیر پیدا ہوتا ہے خون میں قسم کھانے کی حرارت پیدا ہوتی ہے اب وہ کہتا ہے کہ میں قسم کھاتا ہوں۔

ناول کے تیسرے حصے کے آٹھویں باب میں قتل وخون لوٹ مار کے واقعات بیان کئے گئے ہیں جس سے ہندو ویروں میں بھارت ماتا کی سیوا کا ایسا جذبہ پیدا ہوجاتا ہے کہ وہ مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کرتے ہیں۔ مسلمان ہر طرف سے جان بچا کر بھاگ رہے ہیں ایک شور برپا ہے مسلمانوں کو مارو لوٹو کی صدائیں بلند ہورہی ہیں۔ وندے ماترم کا نغمہ فضا میں بکھر رہا ہے ماتا کے سیوکوں سے یہ بات کہلوائی جارہی ہے جو دراصل ناول لکھنے کی غرض ہے۔

”بھائی وہ دن کب آئے گا جب ہم مسجدوں کو مسمار کریں گے اور انکی جگہ رادھے اور مہادیو کے مندر بنائیں گے،، آخر میں آنند مٹھ کا ہیرو اپنے سیوکوں سے کہتا ہے۔

”اب انگریز آگئے ہیں ہماری جان و مال کو امان ملے گی،،

یہ جملہ انتہائی قابل غور ہے کہ جس ناول میں انگریزوں کی آمد کا خیر مقدم کیا گیا ہے اور ان کو محافظ کہا اور بتایا گیا ہے گولڈن جوبلی تقاریب کے موقع پر جو ملک سے انگریزوں کو نکالنے اور آزادی حاصل کرنے کی خوشی میں منائی جارہی ہیں ٹی وی پر اس ناول کے وندے ماترم کی تشہیر وترویج کا کیا جواز ہے؟ اور کیا مسلمان اس بات کے

لئے حق بجانب نہیں ہیں کہ وندے ماترم کو نہ پڑھیں اور پڑھے جانے کے موقع پر احتراماً کھڑے نہ ہوں۔

## شانتی کنج ہریدوار میں ٹیچرس کو ٹریننگ کیسے دی جاتی ہے؟

اساتذہ کو بتایا جاتا ہے کہ بھارت ماتا کی تصویر کے سامنے بچوں کو کھڑا کر کے داہنے ہاتھ سے بھارت ماتا کی تصویر کی طرف اشارہ کر کے اس کی حمد وثنا کا گیت گوایا جائے اور ہاتھ جوڑ کر بھارت ماتا کی تصویر کے سامنے جھکنے کی تربیت دی جائے۔

یہاں لکچر میں یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ اخلاقی تعلیم کی شکل ایسی ہو جو بھارت کی آب وہوا کے مطابق ہو کیونکہ سبھی پہلے بھارتی ہیں اس کے بعد کچھ اور، اخلاقی تعلیم کا مقصد بچپن ہی سے بچے میں ہندو مذہبی اصولوں کی بنیاد ڈال دینا ہے جس سے اس پر دوسرا رنگ نہ چڑھ سکے اور غیر ہندوؤں کا خود بخود بھارتی کرن ہو جائے مثلاً جیسا کھانا ہوگا ویسی ہی عقل ہوگی اگر گوشت خور ہے تو اس کی موت بدقت ہوگی، گوشت کھانے سے جسم گندہ ہو جاتا ہے، جو لوگ گوشت خور ہوتے ہیں وہ لڑاکو ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہم نے کسی دیش پر حملہ نہیں کیا اور اس ملک پر دوسرے دیش والوں نے حملہ کیا کیونکہ وہ گوشت خور تھے تفصیل کیلئے "دینی تعلیمی پالیسی اور اخلاقی تعلیم"۔ (ایک ٹیچر کی ڈائری) شائع کردہ دینی تعلیمی کونسل ملاحظہ فرمائیں۔

یہ ہے اخلاقی تعلیم جو ایمان داری، سچائی، حب الوطنی، بھائی چارگی اور انسانیت کے نام سے موجودہ حکومت دینا چاہتی ہے جس کے لئے پرائمری اساتذہ کا پچ شانتی کنج ہردوار بھیجا گیا ہے۔ وہ لوگ بہت سادہ لوح ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ سیکولر بنیاد پر اخلاقی تعلیم کا نصاب جو وہ تیار کریں گے اسے حکومت فوری طور پر تسلیم کر کے جاری کردے گی انھیں معلوم نہیں کہ اسے ایسے محکمہ جاتی مراحل سے گزارا جائے گا کہ

وہ راستہ میں ہی دم توڑ دے گی۔

جہاں تک بعض لوگوں نے وندے ماترم کا ترجمہ پیش کر کے اس بات کو سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ اس میں حب الوطنی اور وطن کی تعریف اور مادر وطن کو سلام کیا گیا ہے وہ یہ بات بھول گئے کہ بھارت کو تصویر کی شکل میں درگا اور لکشمی کی طرح پیش کر کے اس کے سامنے وندنا (ہاتھ جوڑ کر سر جھکا کر سلام پڑھا جاتا ہے) اسی طرح کی جاتی ہے جیسے سرسوتی (تعلیم کی دیوی) کی وندنا کی جاتی ہے۔ بھارت ماتا کو تمام آرزوؤں کو پورا کرنے والی دیوی مان کر اس کی تعریف اور گن گائے جاتے ہیں اور سلام پڑھا جاتا ہے۔

اس سلسلہ میں میری گذارش ہے کہ وہ لوگ ندائے ملت مورخہ ۳۰/نومبر ۱۹۹۷ء میں ایک تفصیلی مضمون شائع ہوا ہے اس کو پڑھ لیں۔ اس سلسلہ میں یہاں یہ بھی عرض کر دوں کہ ۱۹۹۵ء میں ریاست گجرات میں وہاں اس وقت کی حکومت نے اسکولوں میں وندے ماترم کا ترانہ گانا لازمی قرار دیا تھا جس کے خلاف انجمن اسلامیہ ٹرسٹ رادھن پور بناس کانٹھا بلاک گجرات نے ایک رٹ ہائی کورٹ میں داخل کی تھی اور گجرات ہائی کورٹ نے اس حکم پر حکم امتناعی جاری کر دیا تھا اور ۱۹۸۷ء میں سپریم کورٹ نے کیرالہ کے ذریعہ دائر ایک مقدمہ میں جو وہاں کے ایک مخصوص فرقہ نے دائر کیا تھا یہ فیصلہ دیا ہے کہ قومی ترانہ ''جن۔ گن۔ من'' کا گانا ان پر لازمی نہیں قرار دیا جا سکتا جو اسے اپنے عقیدہ کے خلاف سمجھتے ہیں۔

(ملاحظہ کریں ٹائمس آف انڈیا لکھنؤ مورخہ ۵/اکتوبر ۱۹۹۵ء)

موجودہ ریاستی حکومت نے اپنی تعلیمی پالیسی کے تحت ہندو احیا پرستی کا بگل بجا دیا ہے وہ اپنے نظریات کی بالادستی کے لئے فکر مند اور اس کے نفاذ پر مصر ہے۔

اخلاقی تعلیم کے عنوان سے جو کچھ کہا جارہا ہے وہ محض فریب نظر ہے اسی ضمن میں یہ اعلان بھی شامل ہے کہ ''ستیم، شوم، سندرم'' تعلیم کا اصل مقصد ہے۔ قومی اخلاقی تعلیم پروگرام کے تحت اس کا اعلان کیا گیا ہے۔ پرائمری درجات میں رامائن مہابھارت اور اپنشد کی تعلیم کو شامل کیا گیا ہے۔ گروگرنتھ، بائبل اور قرآن کا بھی ذکر کر کے یہ تاثر دینے کوشش کی گئی ہے کہ تعلیم کا یہ خاکہ وسیع النظری پر مشتمل ہے حالانکہ یہ بات آسانی سے سمجھی جاسکتی ہے کہ سرکاری پرائمری اسکولوں میں قرآن کی تعلیم کون دے گا۔ اسی لئے بار بار اس کی صراحت کی گئی ہے اور مسلمانوں کی طرف سے اس کا مطالبہ کیا جاتا رہا ہے کہ تعلیم کو خالص سیکولر بنیادوں پر استوار کرنے کی ضرورت ہے لیکن موجودہ ریاستی حکومت جس کا ایک مخصوص نظریہ فکر ہے جو پورے ملک کے لئے باعث تشویش بنا ہوا ہے اس نے اخلاقی تعلیمات کے عنوان سے جو نقشہ پیش کیا ہے اس سے یہ غلط فہمی پیدا ہونے کا امکان ہے اور بعض مسلمان اس کا شکار ہورہے ہیں کہ اخلاقیات کا یہ حصہ بہت مضبوط اور مفید ہے اس میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ جہاں تک بچوں کو مثبت انداز سے اخلاق وکردار کی بہتری اور ان کے نشوونما پر زور دیا گیا ہے وہ قابل عمل ہے لیکن اس تحریک کے زیر اثر اب تک جو کچھ ہوتا رہا ہے اور ہورہا ہے اس کے لئے جس طرح کے ٹریننگ کیمپ قائم کر کے جس انداز کی تربیت دی جاتی ہے اس سے مستقبل کے منصوبوں کا بہ آسانی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ دینی تعلیمی کونسل نے ''ایک ٹیچر کی ڈائری'' شائع کی ہے اس سے پوری بات واضح ہوجاتی ہے۔ پرائمری اسکولوں میں جو ٹائم ٹیبل بھیجا گیا ہے اس میں وضاحت کی گئی ہے کہ بچے تعلیم شروع کرنے سے پہلے ''بھارت ماتا'' کی تصویر پر پھول چڑھائیں گے اور وندے ماترم گائیں گے اسی کے ساتھ رامائن مہابھارت اور اپنشد کی تعلیم دی جائے گی۔ اسی سلسلہ میں قرآن کا نام

لے کر شدید غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن کردار سازی اور ذہنی تربیت کے سایہ میں جس مخصوص ذہن وفکر کو اجاگر کرنے کا جو منصوبہ زیر عمل ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ بی ۔ جے ۔ پی کی ریاستی حکومت نے ہائی اسکول کی سطح تک جس نئے نصاب تعلیم کا تعارف پیش کیا ہے اس میں بعض خوشگوار تبدیلیوں کے مظاہر ہیں لیکن اس میں بھی بڑی دانشمندی کے ساتھ اردو کی حق تلفی کا فریضہ انجام دیا گیا ہے۔

دینی تعلیمی کونسل جو گذشتہ چالیس برسوں سے صرف تعلیم کے میدان میں سنجیدہ فکر و عمل کے ساتھ سرگرم ہے وہ ایک ایک لمحہ کا جائزہ لیتی رہی ہے۔ اور بلاخوف تردید یہ بات وثوق اور اطمینان سے کہی جا سکتی ہے کہ دینی تعلیمی کونسل نے خطرناک عوامل کی بروقت نشاندہی کر کے سیلاب کا رخ موڑ دیا ہے اس نے محض جذباتی فیصلوں پر اتفاق نہیں کیا بلکہ ملت کو سنجیدہ دعوت بھی دی ہے اور حکومتوں کے سامنے دستور ہند کی روشنی میں مسلمانوں کے نقطۂ نظر کی بہترین ترجمانی کے طور پر محضر نامے بھی پیش کئے ہیں۔

موجودہ ریاستی حکومت کے وزیراعلیٰ وزیر تعلیم اور محکمۂ تعلیم سے وابستہ ذمہ داران کو متوجہ کرنے کی کوشش کی گئی میمورنڈم بھیجے گئے۔ سہ لسانی فارمولے کا مکمل خاکہ بنا کر بھیج دیا گیا جس میں ہندی کی اولیت کو برقرار رکھا گیا ہے لیکن آج تک حکومت کے کسی فرد کی طرف سے اس کا ایک سطر میں جواب بھی موصول نہیں ہوا۔ وفد کے لئے وقت مانگا گیا تو اسے قابل غور نہیں سمجھا گیا بلکہ عملی طور پر اس کا جواب دیا گیا کہ سرسوتی ششو مندر کے اسکولوں کو سرکاری سطح پر تسلیم کر لیا گیا۔ ہمیں اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن ہم یہ ضرور کہنا چاہتے ہیں کہ:

تم جانو تم سے غیر سے جو رسم وراہ ہے	مجھ کو بھی پوچھتے رہو تو کیا گناہ ہے

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی (علیہ الرحمۃ) نے جشن ندوہ کے موقع پر

عالم اسلام کی برگزیدہ شخصیتوں اور ہندوستانی مسلمانوں کے سربرآوردہ افراد کی موجودگی میں فرمایا تھا۔

''ہندوستانی مسلمان خدا کے فضل سے بڑی حد تک اسلام کے معاملے میں خود کفیل ہیں۔ انہوں نے اپنا عقیدہ وایمان اپنا حال ومال اسلام کے چمکتے ہوئے سورج کے ساتھ وابستہ کیا ہے۔ انہوں نے اللہ کے بھروسہ پر یہ فیصلہ کیا ہے کہ انکو اسلام اور اسلامی تعلیمات کو اپنے سینے سے لگائے رکھنا ہے ہم انشاء اللہ وحدت اسلامی اور شریعت اسلامی کا دم بھرتے رہیں گے، ہم اسلامی اصولوں اور اسلام کے مسلک زندگی کے معاملے میں کسی قسم کا سودا کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں''۔

''وندے ماترم'' کی مخالفت کے پس منظر میں بھی مسلمانوں کا یہی جذبہ کارفرما ہے کہ اس ترانہ میں ملک کی سرزمین کو درگا دیوی تصور کر کے اس کی تعریف میں سر جھکانے کا اعلان ہے'' لیکن افسوس بعض کم فہم اور مصلحت پسند مسلمان یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اس میں خالص حب الوطنی کا اظہار ہے اور اس بنا پر اس کو قابل اعتراض قرار نہیں دیا جا سکتا۔ آزادی سے قبل اور اس کے بعد آج تک یہ ترانہ متنازعہ رہا ہے اور مسلمانوں نے ہمیشہ یہی کہہ کر اسے ناقابل قبول قرار دیا ہے کہ یہ محض ہندو دیومالا کے تصورات سے لبریز ہے۔

یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے حدود متعین کی ہیں ان سے تجاوز کی اجازت نہیں ہے۔ جو لوگ وندے ماترم کا جواز تلاش کر رہے ہیں وہ یقیناً حدود اسلامی سے تجاوز کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ عام مسلمانوں کا رجحان یہ ہے کہ ملک کے ہر ذرہ سے محبت کی جائے لیکن اس کی پرستش نہیں کی جاسکتی اور اسے ہندو دیومالا کے تحت دیوی یا دیوتا تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ وندے ماترم میں ملکی سطح

پر فضا اور ماحول، باغ و بہار، پہاڑوں، ندیوں اور آبشاروں اور شب و روز کے خوبصورت مظاہر کے ساتھ جو کچھ مزید کہا گیا ہے اس سے اسلامی فکر و عقیدہ پر ایسی ضرب پڑتی ہے کہ اس کے بعد ایک مسلمان کا مسلمان باقی رہنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہوجاتا ہے اس کے بے ضرر مصرعوں کو نمایاں کر کے غلط فہمی پیدا کی جارہی ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش ہورہی ہے اور اس میں بعض سادہ لوح مسلمان بھی شریک کر لئے گئے ہیں۔ جو پوری ملت اسلامیہ کے مقابلے میں بی جے پی حکومت کی ہمنوائی اور ملت کے ساتھ بے وفائی کا مظاہرہ کررہے ہیں کہ وندے ماترم کا یہ ترانہ اسلامی نقطۂ نظر سے بھی قابل قبول ہے۔ وہ حکومت کی پوری تعلیمی پالیسی کو معتبر قرار دے رہے ہیں جس منصوبہ نے مسلمانوں کی نیندیں حرام کردی ہیں اس میں دینی اعتبار سے انہیں اخلاق و کردار کی آبیاری کے ذرائع نظر آرہے ہیں۔ ان کے نزدیک مسلمانوں کا اعتراض اور اضطراب غلط اور بے وقت کی چیخ پکار کے سوا کچھ نہیں لیکن ظاہر ہے کہ پوری ملت کی اجتماعی اور متفقہ آواز کے مقابلے میں ایک آواز کو کیا اہمیت دی جاسکتی ہے۔ ایسے لوگوں کے حق میں دعائے خیر کی ضرورت ہے کہ وہ دنیا کے شر و فساد سے محفوظ رہیں اور اس کے آلہ کار بن کر ملت کو نقصان پہونچانے کا ذریعہ نہ بن سکیں۔

اس پورے ترانہ کا جائزہ لیا گیا ہے اس میں مسلمانوں کے دینی نقطۂ نظر سے توحید اور بندگی کے تصورات پر ضرب پڑتی ہے اور تخیلات اور تاثرات کو زبان سے ادا کرنے کے بعد بھی ایمان متاثر ہوتا ہے۔ ہندوؤں کے یہاں ''جے ماتا دی'' کا تصور یہیں سے ابھرا ہے اور اسی لئے وہ اپنی تقریبات میں اس کو اصل عنوان بناتے ہیں، کل ہند مجلس تعمیر ملت حیدرآباد کے نائب معتمد محمد یوسفؒ صاحب نے وندے ماترم کے پس منظر اور اس کی اصل حقیقت پر روشنی ڈالی ہے۔

گجرات کے جرأت مند اور دینی غیرت و حمیت رکھنے والے مسلمانوں نے

اس کا چیلنج اس وقت قبول کیا تھا جب وہاں بی جے پی کی حکومت تھی۔ انجمن اسلامیہ ٹرسٹ کے زیر انتظام اسکولوں کو مجبور کیا گیا کہ وہ وندے ماترم سے تعلیم کا آغاز کریں لیکن انہوں نے اس سے صاف انکار کر دیا۔ سرپرستوں کی تنظیم کی طرف سے گجرات ہائی کورٹ میں مقدمہ دائر کر دیا گیا، ہیرو بھائی مہتہ نے وکیل کی حیثیت سے مقدمہ کی پیروی کرتے ہوئے دلیل پیش کی۔ انہوں نے آنند مٹھ ناول کا حوالہ دیتے ہوئے ثابت کیا کہ بھارت ماتا کو درگا دیوی کے روپ میں پیش کیا گیا ہے اور وندے ماترم کا اسی سے تعلق ہے جو اسلامی نظریات کے خلاف ہے انہوں نے دلیل دی کہ وندے ماترم کا نفاذ سکیولرزم اور دستور ہند کے بھی خلاف ہے۔ گجرات ہائی کورٹ نے ضلع انتظامیہ کے فیصلہ پر روک لگا دی ہے۔

۱۹۸۷ء میں سپریم کورٹ نے بھی کیرالا کے ایک مقدمہ میں یہ فیصلہ دیا تھا اگر قومی ترانہ سے کسی کے مذہبی جذبات مجروح ہوتے ہیں تو اس کے لئے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ نے جولائی ۱۹۳۶ء کے معارف میں جو تحریر فرمایا تھا اس کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ساٹھ برس کا طویل سفر طے کرنے کے بعد آج بھی ملک کو ہندو احیا پرستی کی طرف لیجانے کی بھرپور جدوجہد جاری ہے۔ ”ایک نکتہ ہندوستان کے مسلمانوں کے غور کے قابل ہے اس ملک کے ہندوؤں نے خواہ وہ اپنے سیاسی مسلکوں میں کسی قدر مختلف ہوں اپنا قومی نصب العین یہ بنا لیا ہے کہ ہندوستان میں ہندو تہذیب و تمدن کلچر اور ادب بلکہ حکومت تک کو دوبارہ قائم کیا جائے اور ہندوستان کو بجا طور پر ہندو استھان بنایا جائے سوال یہ ہے کہ اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کا قومی نصب العین کیا ہے اور وہ اس کے لئے کیا کر رہے ہیں؟“

# مسلمانوں کا دینی موقف بالکل واضح ہے

مسلمانوں کو اعلان کر دینا چاہئے کہ وہ ہندویت میں جذب ہونے کیلئے ایک لمحہ کے واسطے بھی تیار نہیں (علامہ ابوالکلام آزاد)

علامہ آزاد اپنی ایک فکر انگیز اور ولولہ خیز تقریر میں فرماتے ہیں میں مسلمان ہوں اور فخر کے ساتھ محسوس کرتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں اسلام کی تیرہ سو برس کی شاندار روایتیں میرے ورثہ میں آئیں ہیں، میں تیار نہیں ہوں کہ اس کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا حصہ بھی ضائع ہونے دوں، اسلام کی تعلیم اسلام کی تاریخ، اسلام کے علوم و فنون، اسلام کی تہذیب میری دولت کا سرمایہ ہے اور میرا فرض ہے کہ اس کی حفاظت کروں مسلمان ہونے کے ناطے میں مذہبی اور کلچرل دائرے میں اپنی خاص ہستی رکھتا ہوں اور میں برداشت نہیں کر سکتا کہ اس میں کوئی مداخلت کرے۔

تاریخ کی پوری گیارہ صدیاں اس واقعہ پر گذر چکی ہیں اسلام بھی اس سرزمین پر ویسا ہی دعویٰ رکھتا ہے جیسا دعویٰ ہندو مذہب کا ہے اگر ہندو مذہب کئی ہزار برس سے اس کے باشندوں کا مذہب رہا ہے تو اسلام بھی ایک ہزار برس سے اس کے باشندوں کا مذہب چلا آ رہا ہے جس طرح ایک ہندو فخر کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ وہ ہندوستانی ہے اور ہندو مذہب کا پیرو ہے۔ ٹھیک اسی طرح ہم بھی فخر کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہم

ہندوستانی ہیں اور مذہب اسلام کے پیرو ہیں۔ ۱۹۳۷ء میں یوپی میں جب پہلی بار صوبائی حکومت کی تشکیل ہوئی تھی تو اس وقت وزیر تعلیم سمپورنا نند جی نے اسمبلی میں تعلیم وکلچر کے موضوع پر حکومت کی پالیسی کی وضاحت کی تھی اس کے ردعمل کے طور پر علامہ آزاد کا تبصرہ یہ تھا کہ اگر سمپورنا نند جی نے یوپی اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ وہ تعلیم کے مسئلے میں ہندو مسلم کا امتیاز دیکھنا نہیں چاہتے اور نہ کلچر وتہذیب کے معاملے میں ہندو مسلم کا امتیاز کرتے ہیں تو یقیناً انہوں نے ایک ایسا نظریہ پیش کیا ہے جو مسلمانوں کے لئے قابل قبول نہیں ہوسکتا اور نہ مسلمان اس مقصد سے تاقیامت متفق ہوسکتے ہیں۔ کہ ہندوستان سے مسلم تعلیم مسلم کلچر اور مسلم تہذیب کے امتیازی اوصاف فنا ہوجائیں اور وہ ہندوستان کی متحدہ قومیت میں جذب ہوکر جرمن یا انگریز کی طرح ہندوستانی قوم کے سوا کچھ نہ رہیں مسلمانوں کو صاف طور پر چلا کر اور پکار کر یہ اعلان کردینا چاہیئے کہ وہ ہندوئیت میں جذب ہونے کیلئے ایک لمحہ کے واسطے بھی تیار نہیں ہیں آزادی کی جدوجہد میں اپنے ہم وطنوں کے دوش بدوش چلنے کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ مسلمان اپنے امتیازی ملی خصائص کو خیرباد کہہ دیں اور ہندوستان کی متحدہ قومیت کے سمندر میں اپنے ملی تشخص کو محو کرکے رکھ دیں ایسا ہرگز نہ ہونا چاہیئے اور نہ انشاء اللہ ہوگا۔

## ہم ہر چیز کی قربانی کیلئے تیار ہیں

لیکن!

ایمان اور عقیدہ کی قربانی کیلئے تیار نہیں

(مولانا علی میاںؒ)

(ماخوذ از رسالہ ''وندے ماترم کا پس منظر'' شائع کردہ آل انڈیا دینی تعلیمی کونسل لکھنؤ ۱۹۹۸ء)

بخدمت جناب مولانا مفتی مظفر حسین صاحب مدظلہ العالی

ناظم اعلی مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

از راہ کرم وندے ماترم کا اردو ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

حکومت اتر پردیش کی وزارت تعلیم (بیسک) نے سرکاری، پرائمری اسکولوں میں ہندو و مسلمان تمام بچوں کے لئے نافذ کیا ہے۔ اس کو دیکھ کر فتویٰ کی شکل میں مطلع فرمائیں کہ یہ اسلامی عقیدۂ توحید کے منافی ہے یا نہیں اور مسلمان بچوں کے لئے اس کا پڑھنا شرعی اعتبار سے درست اور جائز ہے یا نہیں۔ نیاز مند مسعود الحسن عثمانی

سکریٹری دینی تعلیمی کونسل عارف آشیانہ چوک لکھنؤ نمبر ۳ (۲۸/اگست ۱۹۹۸ء)

## وندے ماترم کا اردو ترجمہ

(۱) میں تیری وندنا کرتا ہوں اے مری ماں تیرے اچھے پانی، اچھے پھلوں، بھینی بھینی خشک جنوبی ہواؤں، شاداب کھیتیوں والی، میری ماں

(۲) حسین چاندنی سے روشن رات والی شگفتہ پھولوں والی، گنجان، درختوں والی میٹھی ہنسی میٹھی زبان والی، سکھ دینے والی، برکت دینے والی میری ماں

(۳) تیس کروڑ لوگوں کی پرجوش آوازیں ۶۰ کروڑ بازوؤں سنبھلنے والی تلواریں کیا اتنی قوت کے ہوتے ہوئے بھی اے ماں تو کمزور ہے۔ تو ہی ہمارے بازوؤں کی قوت ہے میں تیرے قدم چومتا ہوں مری ماں

(۴) تو ہی میرا علم ہے تو ہی میرا دھرم ہے تو ہی میرا باطن تو ہی میرا مقصد ہے۔ تو جسم کے اندر کی جان ہے تو ہی بازوؤں کی قوت ہے۔ دلوں کے اندر تیری حقیقت ہے۔ تیری محبوب مورتی ہے ایک ایک مندر میں۔

(۵) تو ہی دُرگا دس مسلح ہاتھوں والی تو ہی کملا ہے کنول کے پھولوں کی بہار تو ہی پانی ہے علم سے بہرہ ور کرنے والی۔ میں تیرا غلام ہوں غلام کے غلام کا غلام ہوں اچھے پانی اچھے پھلوں والی میری ماں میں تیرا بندہ ہوں۔

(۶) لہلاتے کھیتوں والی، مقدس موہنی، آراستہ، و پیراستہ، بڑی قدرت والی، قائم ودائم، ماں میں تیرا بندہ ہوں۔

# وندے ماترم کا شرعی حکم

محترم ومکرم زید مجدکم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

## الجواب بعون الملک الوھاب

بلا شک وریب وندے ماترم کا فقرہ اسلام کے سب سے اہم اور بنیادی عقیدۂ توحید کے یکسر منافی اور قطعاً خلاف ہے وندنا کے معنی عقیدت کے ساتھ سر جھکا کر پرستش کرنے کے ہیں مسلمان بچوں (بلکہ کسی مسلمان کے لئے اس کو اپنی زبان سے ادا کرنا شرعاً ناجائز وحرام اور معصیت کبیرہ ہے اس کا مرتکب عاصی اور فاسق ہوگا صفت خاصہ الٰہیہ کا غیر اللہ میں اعتقاد رکھنا شرک ہے اور وندے ماترم کے گیت میں متعدد صفات مخصوصہ الٰہیہ کا اثبات ارض وطن کیلئے کیا گیا ہے جس کا اعتقاد بلاشبہ شرک میں داخل ہے لہٰذا وندے ماترم کا معتقد مشرک ہوگا۔ بندے ماترم کا سوال اب سے تقریباً ۶۰/۶۲ سال قبل بھی اٹھا تھا۔ چنانچہ حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مفتی اعظم دہلی نے اس کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ حکومت کے ان احکام کے خلاف (وزارت تعلیم) سے قوی احتجاج کیا جائے اور آئینی کارروائی کو آخر تک جاری رکھا جائے۔ (ملخص از کفایۃ المفتی ج۹/۲۹۱،۱۳۵۶ھ)

اسی طرح حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی قدس سرہ نے جھنڈے کی پرارتھنا اور ایک ہندستانی گیت کا شرعی حکم امداد الفتاویٰ (۲۴۴ ج۴ جدید مبوب) میں تحریر فرمایا ہے ''کہ مذہب اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا'' الخ

سوال کیساتھ جو ترانہ نقل کیا گیا ہے اول تو اس میں بہت سے الفاظ غیر معلوم المعنیٰ ہیں اور یہ خود مسئلہ مستقلہ ہے کہ ایسے الفاظ کا تکلم شرعاً ناجائز ہے اور بعض الفاظ جو معلوم المعنیٰ ہیں وہ

غیراسلامی شعار ہیں اور غیر اسلامی شعار کا استعمال قولاً عملاً معصیت کبیرہ قریب بضد اسلام ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ نہ اس ترانہ کا گانا جائز ہے اور نہ ایسے مجمع (جلسہ) میں شریک ہو ناجائز ہے لقولہ علیہ السلام من کثر سواد قوم فھو منھم (الحدیث) پس اہل اسلام کو اس سے بالکل علیحدہ رہنا واجب ہے اور دوسرے مذہب والوں کو بھی اہل اسلام سے ایسی درخواست کرنا نازیبا ہے بلکہ ان کو مستثنیٰ رکھنا ضروری ہے خصوص جب اتحاد قومی کے بھی مدعی ہیں تو یہ امر دعویٰ محبت سے کس قدر بعید ہے کہ ان کے مذہب کے خلاف ان سے درخواست کی جائے۔ (النور: ص ۴-۷ ۱۳۵۷ھ)

ضرورت اس کی ہے کہ مسلمان اپنے دینی موقف کا واضح اعلان اور عمل سے اس کا اظہار کریں کہ ہم کفر و شرک میں ضم اور جذب ہونے اور غیر اسلامی تہذیب کے دھارے میں بہنے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہماری دنیاوی ضرورت کے تحت اگر عصری تعلیم بھی ہوگی تو وہ ہمارے مسلم کلچر اور ہماری اسلامی تہذیب کے ساتھ ہوگی ہم متحدہ قومیت میں جذب ہو کر محض ہندوستانی قوم بن کر زندہ نہیں رہیں گے۔ ہم ہر چیز کی قربانی کے لئے تیار ہیں مگر اسلامی عقائد و دینی اعمال کی قربانی کیلئے قطعاً تیار نہیں وطن ہمارے لئے محبوب تو ہو سکتا ہے مگر معبود ہرگز نہیں ہو سکتا لا اعبد ما تعبدون الآیۃ لکم دینکم ولی دین.

وما علینا الا البلاغ المبین واللہ الموفق والمعین و بہ نستعین.

| | |
|---|---|
| املاہ الاحقر مجد القدوس خبیب رومی عفا اللہ عنہ | الجواب صحیح |
| مفتی مظاہر علوم (وقف) سہارنپور | مظفر حسین المظاہری |
| ۱۳؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ | ناظم مظاہر علوم (وقف) سہارنپور |
| | ۱۴۱۹/۵/۱۳ھ |

# فتویٰ از دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق

گیت ''وندے ماترم'' خالص مشرکانہ اور ملحدانہ ہے۔ یہ گیت اسلامی عقیدۂ توحید اور اسلامی تعلیمات کے قطعاً منافی ہے یہ گیت مسلمانوں کے لئے ہرگز قابل قبول نہیں اور مسلمان بچوں کے لئے اس کا پڑھنا قطعاً حرام ہے یہ گیت دستور ہند میں دی گئی مذہبی آزادی کے بھی خلاف ہے اس کا تیسرا بند فرقہ وارانہ جذبات کو مشتعل کرنے کے لئے تصنیف کیا گیا ہے۔ اس لئے ملک کے تمام مسلمانوں کو اور سیکولر ذہن رکھنے والے تمام انصاف پسند لوگوں کو اس گیت کے خلاف سخت احتجاج کرنا چاہئے۔

اس گیت میں خاک وطن کے لئے گیارہ ایسی صفات ثابت کی گئی ہیں جو اسلامی نقطۂ نظر سے غیر اللہ کے لئے ثابت نہیں کی جاسکتیں۔ وہ صفات یہ ہیں۔

(۱) سکھ دینے والی (۲) برکت دینے والی (۳) تو ہی ہمارے بازوؤں کی قوت ہے (۴) تو ہی میرا علم ہے (۵) تو ہی میرا باطن ہے (۶) تو ہی میرا مقصد ہے (۷) تو ہی جسم کے اندر کی جان ہے (۸) دلوں کے اندر تیری ہی حقیقت ہے (۹) بڑی قدرت والی (۱۰) قائم ودائم (۱۱) مقدس۔

اس گیت میں بار بار خاک وطن کا بندہ اور غلام ہونے کا اعتراف کیا گیا ہے یہ بات بھی اسلامی تعلیمات کے سراسر منافی ہے حدیث شریف میں ہے لا یقولن

احدکم عبدی و امتی کلکم عبیداللہ و کل نسائکم اماء اللہ ——

———————————— و لکن لیقل

غلامی و جاریتی و فتائی و فتاتی، ولا یقل العبد ربی و لکن لیقل سیدی وفی روایۃ لیقل سیدی و مولائی وفی روایۃ لا یقل العبد لسیدہ مولائی فان مولاکم اللہ. (رواہ مسلم)

اس گیت میں مندروں کی تمام مورتیوں کو خاک وطن کا عین قرار دیا گیا ہے یہ خالص مشرکانہ نظریہ ہے نیز اس گیت میں خاک وطن کو دُرگا دیوی اور کملا دیوی فرض کیا گیا ہے۔ یہ بھی قطعاً مشرکانہ عقیدہ ہے۔

اس گیت میں خاک وطن کو ہی دھرم قرار دیا گیا ہے جبکہ مسلمان کا دھرم صرف مذہب اسلام ہے اور اس گیت میں خاک وطن کے سامنے وندنا کی جاتی ہے یعنی سر جھکا کر ہاتھ جوڑ کر سلام کیا جاتا ہے۔ یہ بھی اسلامی تعلیمات کے سراسر منافی ہے بادشاہ روم کے دربار میں رکوع کی طرح سر جھکا کر داخلے سے انکار کرتے ہوئے ایک صحابی نے فرمایا تھا کہ مجھے کافر کے سامنے رکوع کی طرح سر جھکانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم آتی ہے کہ میں آپ کو کیا منھ دکھاؤں گا انی استحیی من محمد علیہ السلام ان ادخل علیٰ کافر علیٰ ھیئۃ الرکوع (نصاب الاحتساب باب ۴۹ ص ۹۸)

اور یہ گیت بھارت کے نقشہ پر پھول چڑھا کر شروع کیا جاتا ہے یہ عمل بھی غیر اللہ کی عبادت کے مشابہ ہے اور قطعاً حرام ہے وطن سے محبت کرنا اور بات ہے اور

اس کی پوجا کرنا بالکل دوسری بات ہے اسلئے وندے ماترم کا گیت مسلمانوں کیلئے کسی طرح بھی قابل قبول نہیں ہر مسلمان پر دینی فریضہ ہے کہ وہ اس گیت کو روکنے کیلئے ہر ممکن کوشش کرے واللہ الموفق فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح — حبیب الرحمٰن عفا اللہ عنہ خیر آبادی

عبداللہ کشمیری غفرلہ — مفتی دار العلوم دیوبند

۱۲/۷/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح — الجواب صحیح

احقر محمود بلند شہری — کفیل الرحمٰن نشاط

مہر

دار الافتاء دار العلوم

دیوبند

---

## ارشاد امام غزالیؒ

جس مسلمان کو اپنے مولا سے اتنی بھی محبت نہیں جس کا یہ اثر ہو کہ اللہ کے محبوب بندے اس کے محبوب بن جائیں اور خدا کے دشمنوں کو وہ اپنا دشمن سمجھے تو سمجھنا چاہئے کہ اس شخص کے ایمان میں ضعف (بوداپن) ہے اور اس کو اپنے خدا ہی کے ساتھ محبت نہیں ہے۔

(تبلیغ دین)

# وندے ماترم کا مسئلہ

حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس صاحب رومی (مفتی شہر آگرہ)

''وندے ماترم'' کا مسئلہ کوئی آج کا نیا مسئلہ نہیں ہے۔ اب سے تقریباً پچاس سال پہلے جب ملک کی تقسیم ہوئی اور بھارت میں کانگریس پارٹی کی حکومت بنی اس وقت بھی کانگریس پارٹی میں اس فکر و ذہنیت کے لوگ موجود تھے جو ''وندے ماترم'' کے اس گیت کو بزور و زبردستی رواج دے کر اہل ایمان و اہلِ توحید سے بھی شرک پر مبنی ترانہ پڑھوانا چاہتے تھے۔

لیکن اس وقت انہیں اس میں کامیابی نہ مل سکی جس کی دو وجہیں تھی۔ زیادہ اہم وجہ تو یہ تھی کہ خود حکمراں کانگریس پارٹی کے بہت سے بڑے غیر مسلم لیڈر بھی انصاف اور رواداری پر مبنی یہ شعور و احساس بھی رکھتے تھے کہ یہ گیت اور ترانہ مسلمانوں کے مذہبی عقائد و جذبات کے خلاف ہونے کی وجہ سے ان کے لئے قابل قبول نہ ہوگا اور دوسری ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ اس وقت جمعیۃ علماء ہند کے وہ اکابر علماء کرام بقید حیات تھے جنہوں نے ملک کی تحریک آزادی میں دوسروں سے زیادہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔ ان حضرات اکابر نے اس شرک پر مبنی ترانہ کی پرزور مخالفت کی۔

(دیکھئے کفایت المفتی ۲۹۱/۹)

جس کی وجہ سے یہ ترانہ اس وقت رواج نہ پا سکا تھا لیکن اب اس وقت وہ صورت یقیناً باقی نہیں رہ گئی ہے۔ اسی لئے وہ سویا ہوا فتنہ پھر بیدار کر دیا گیا ہے۔

(الفتنة نائمة لعن الله من ایقظها)

اس گیت کی جو تشریح کی گئی ہے ''وندنا کے معنی عقیدت کے ساتھ سر جھکا کر پرستش کرنے کے ہیں'' اسے دیکھتے ہوئے اس گیت کو صریح شرک پر مشتمل اور اسلام کے سب سے زیادہ اہم عقیدۂ توحید کے خلاف کہا جائے گا۔ اس گیت میں عقیدۂ توحید کے خلاف اور صریح شرک پر مشتمل بول تو ''وندے ماترم'' ہی کا فقرہ ہے اس کے علاوہ دوسرے متعدد فقرے بھی کھلے ہوئے شرک کا مصداق ہیں اور شرک اسلام کی نگاہ میں سب سے بڑا ظلم اور ناانصافی ہے اس میں خدا تعالیٰ کے حق کو اس کے سوا کسی دوسرے کو دیدیا جاتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: ان الشرک لظلم عظیم (سورۂ لقمان) شرک بہت بڑی ناانصافی اور حق تلفی ہے۔ شرک کی حقیقت دوسرے لفظوں میں یوں بھی سمجھ لیجئے کہ شرک اللہ تعالیٰ سے کھلی ہوئی بغاوت ہے، شرک خدا تعالیٰ کی خدائی اور اس کی معبودیت کا انکار ہے۔

لہٰذا ''جو مسلمان (عاقل و بالغ) شخص اس گیت کے مفہوم و مطلب سے اچھی طرح واقف ہونے کے بعد بے جبر و اکراہ پڑھے گا وہ اسلام سے خارج اور مرتد ہو جائیگا۔''

اگر حکومت یا کوئی سرکاری افسر یا اسکول و کالج کا ہیڈ ماسٹر اور پرنسپل کسی مسلمان کو --- ''وندے ماترم کہنے پر مجبور کرے تو مسلمان کو اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرنا چاہئے اور صاف لفظوں میں یہ بات کہہ دینی چاہئے کہ (الف) بے شک وطن ہمارا محبوب تو ہے لیکن محبوب اور معبود دو الگ الگ حقیقتیں ہیں وطن معبود نہیں ہے ہمارا محبوب حقیقی معبود حقیقی اللہ تعالیٰ ہے۔

(ب) ہم ہر چیز کی قربانی کیلئے تیار ہیں ایمان و عقیدہ کی قربانی کے لئے تیار نہیں۔

(ماہنامہ مظاہر علوم سہارنپور بابت نومبر ۱۹۹۸ء)

تاریخ اجراء 06-03-2004 نمبر شمار-83

# سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو مسلمان مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار اعلانیہ طور پر اخبارات میں کر رہے ہیں

(۱) دھرتی کو سلام ہے

(۲) دھرتی کی بندگی ہے "وندے ماترم"

(۳) پوری دنیا میں مسلمانوں سے زیادہ دھرتی کی بندگی کوئی نہیں کرتا

(۴) ہم دن میں پانچ بار نماز پڑھتے ہیں اور دھرتی کو چومتے ہیں

(۵) ہم دل سے "وندے ماترم" بولتے ہیں

(۶) "وندے ماترم" دیش کا ترانہ ہے مذہب کے خلاف نہیں ہے

(۷) ماں کو جنت مانتے ہیں تو دیش کو کیوں نہیں

(۸) ہم بھی دیش کو ماں مانتے ہیں

(۹) "وندے ماترم" کے خلاف کوئی فتویٰ نہیں ہے

(۱۰) دھرتی ہماری ماں ہے

چودھری علی صابری لئیق احمد

آگرہ

# الجواب بعون الملک الوھاب

''وندے ماترم'' کا ترانہ شرک پر مبنی ترانہ ہے میں نے ان لوگوں کے بیانات کا اردو ترجمہ دیکھا ہے وہ لوگ اپنی خوشی سے دوزخ میں جانا چاہتے ہیں ہم ان کے حق میں ہدایت کی دعاء ہی کر سکتے ہیں۔ ہماری نظر میں دین کے جو احکام ہیں اسے دیکھتے ہوئے ایسے لوگوں کو تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرنا چاہئے۔ باقی ہٹ دھرمی کا علاج کسی کے پاس نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہم سب مسلمانوں کو دین اسلام پر ثابت قدم رکھے۔ آمین

عبدالقدوس رومی

مفتی شہر آگرہ......۱۴ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ

---

'' اگر وہ (لوگ) خود ہی اپنے کو کافر بتائیں تو کیا ہم اس وقت بھی ان کو کافر نہ بتائیں''  (حکیم الامت مولانا تھانوی رح)

مجلس صیانۃ المسلمین سہارنپور

# محترم المقام مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ سے گزارش ہے کہ آگرہ میں فتویٰ جاری کرنے کے بعد جو عوام میں غلط فہمیاں در پیش ہیں اس کیلئے آپکی لب کشائی انتہائی ضروری ہے اسلئے آپ سے التماس ہے کہ برائے کرم ان سوالات کے جواب دینے کی زحمت فرمائیں نہایت کرم ہوگا۔

سوال (۱) وندے ماترم کہنا اسلام کی رو سے کفر ہے لیکن کیا ایک مسلمان اپنی مادر وطن کو سلام کر سکتا ہے؟

سوال (۲) وندے ماترم کے خلاف جو آپ نے فتویٰ جاری کیا ہے۔ کیا آپ بتانے کی زحمت گوارا کریں گے کہ وہ فتویٰ لینے آپ کے پاس کون آیا تھا؟

شکریہ

منجانب سہارا ٹی وی نیوز دہلی

# میرے گمنام محترم کرم فرما

(نمائندہ سہارا ٹی وی نیوز دہلی)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جناب نے اپنے سوالات سے پہلے بطور تمہید کچھ تحریر فرمایا، ممکن ہے وہ بے خیالی میں نادانستہ طور پر کچھ ایسا رخ اختیار کر گیا ہے جو کسی مفتی دین سے سوال کے وقت نہ ہونا چاہئے تھا۔ مناسب صرف یہی تھا کہ آپ بے تکلف اور بغیر کسی تمہید کے اپنے سوالات لکھ کر مفتی سے جواب حاصل کر لیتے لیکن آپ کی تمہید کچھ اس انداز پر قلم سے نکل گئی جس کی وجہ سے مجھ کو یہ محسوس ہوا کہ آپ مفتی سے سوال نہیں کر رہے ہیں بلکہ بالواسطہ طور پر اس سے باز پرس کر رہے ہیں جب کہ یہ صورت آپ جیسے ذی ہوش کے لئے یقیناً مناسب نہیں کہی جائے گی۔

آپ نے عوام میں غلط فہمیاں ہونے کی بنیاد میرے فتوی کو قرار دیا ہے جو سراسر خلاف واقعہ ہے اس لئے اگر آپ کو مجھ سے کوئی سوال کرنا ہے تو کسی تمہید کے بغیر صرف سوالات پر اکتفاء فرمائیں جسے پڑھنے والا بھی صرف سوال ہی سمجھے اس پر باز پرس کا دھوکہ نہ ہو۔ میرے خیال میں شاید آپ کو آگرہ کی صحیح صورت حال کا اندازہ نہیں ہو سکا کہ آگرہ کے مسلمانوں کو ۴ر مارچ ۲۰۰۸ء کے امر اجالا اخبار میں چودہ مسلمانوں کی تصویروں کے ساتھ ان کے وندے ماترم کا گیت فخر و مسرت کے ساتھ پڑھنے کی دل خراش خبر پڑھ کر آگرہ کے مسلمانوں کو کیسی تکلیف پہونچی جس نے ان کے سینوں اور دلوں میں اک آگ سی لگا دی تھی۔

بندہ احقر مفتی شہر تھا جس کا کام صرف یہ ہے کہ دین سے متعلق سوالوں کا جواب دیدیا کرے۔ میں کوئی سیاسی لیڈر نہ تھا کہ ان تصویروں کے ساتھ چودہ مسلمانوں کا نہایت فخر و مسرت سے بھرا ہوا بیان پڑھ کر میں بھی کسی اخبار میں جوش و جذبہ سے بھرا ہوا بیان دیدیتا مجھے ماحول کو گرمانہ نہیں تھا۔ جذبات کو قابو میں رکھا اور خاموش رہا، ۴؍مارچ سے لوگ وہ اخبار لے کر آتے اور مجھے دکھاتے رہے میں خاموش رہا۔ یہاں تک کہ ۷؍مارچ ۲۰۰۴ء کو میرے پاس تحریری سوال آیا کہ ان لوگوں کا شرعی حکم کیا ہے؟ اب یہ میرا فرض منصبی تھا جو مجھے شرعاً بھی پورا کرنا تھا اور اخلاقاً بھی میں نے مختصر طور پر جواب لکھ دیا میرے جواب نے مسلمانوں کے دلوں میں لگی آگ کو بجھانے کا کام کیا اور امر اجالا کی تصویروں کے ساتھ چودہ مسلمانوں نے فضا میں جو آگ لگانا چاہی تھی وہ ٹھنڈی پڑگئی کیونکہ آگرہ کے ان چودہ لوگوں نے جو کارنامہ انجام دیا تھا بالواسطہ طور پر اس سے یہ غلط فہمی پیدا ہوئی تھی کہ آگرہ کے لاکھوں مسلمانوں میں صرف یہی چودہ مسلمان بھارت ماتا کی دھرتی کے سپوت ہیں ان کو چھوڑ کر جتنے مسلمان بھارت میں رہتے ہیں وہ سب ملک دشمن اور دیش ورودھی ہیں۔ اگر آپ معاملہ کو اس رخ پر دیکھتے تو آپ بھی یقیناً اسی نتیجہ پر پہونچتے کہ میرے فتوے سے کوئی غلط فہمی ہرگز پیدا نہیں ہوئی بلکہ ایک غلط فہمی دور کی گئی ہے۔ یہ آپ کی بے ضرورت اور بے بنیاد تمہید کا جواب ہے اگر آپ کو مفتی سے کوئی دینی سوال کرنا ہے شوق سے سوال کیجئے آپ کو جواب دیا جائے گا والسلام

عبدالقدوس رومی

مفتی شہر آگرہ

مقیم و وارد حال الہ آباد

**اعتذار** —— ممکن ہے آپ کو یہ میرا لکھنا کچھ ناگوار ہوا ہو کہ آپ نے بے خیالی میں نادانستہ طور پر تمہید میں ایسا رخ اختیار کرلیا جو کسی طرح مناسب نہ تھا لیکن میرے سامنے اپنی بات کی تائید میں آپ کا یہ جملہ بھی ہے۔ آپ نے لکھا ہے ''اس لئے آپ کی لب کشائی انتہائی ضروری ہے میں سمجھ نہیں سکا کہ کسی شخص سے سوال کا تحریری جواب طلب کرنے پر اس سے ''لب کشائی'' کی فرمائش کس طرح معقول کہی جاسکتی ہے؟ ظاہر ہے یہ جملہ بھی صرف بے خیالی میں آپ کے قلم سے نکل گیا ہوگا۔

# الزامی سوال

''وندے ماترم'' کہنے والے یہ دھرتی کے کیسے پجاری ہیں؟

جنہیں اپنی پیٹ پوجا اتھوا پیٹ پالن کرنے کے لئے دھرتی ماتا کے سینے کو لمبے لمبے نوکدار ہلوں اور ٹریکٹروں سے چھلنی کرڈالنے میں بھی دُکھی ماتا پر کوئی دیا نہیں آتی، اگر مسلمانوں کا نماز میں سجدہ کرنا دھرتی پوجا ہے تو پھر بابری مسجد اور رام مندر کا جھگڑا کیوں پیدا کیا گیا ہے؟ (رومی)

# آپ کے سوالوں کے جوابات

(۱) آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اسلام دنیا کا سب سے قدیم اور مستقل مذہب ہے، جو باوا آدم علیہ السلام ہی کے زمانہ سے دنیا میں چلا آرہا ہے، اسلام میں سلام کا طریقہ بھی حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے چل رہا ہے، ان کی پیدائش کے بعد اللہ تعالیٰ نے انھیں حکم دیا تھا کہ فرشتوں کے پاس جاؤ انھیں سلام کرو ان کا جواب سنو، سلام کا یہی طریقہ تمہاری اولاد کیلئے مقرر کیا گیا ہے اسلئے مسلمان تو صرف اسی طریقہ سے سلام کرنے کا پابند ہے، اسی طرح مسلمان کیلئے اس کی ماں صرف وہی ہے جس کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے جو لوگ دھرتی سے پیدا ہوئے ہوں یا کسی جانور سے پیدا ہوئے ہوں وہ انھیں اپنی ماں کہہ سکتے ہیں۔ قرآن مجید جو مسلمانوں کی بنیادی مذہبی کتاب ہے اس میں زمین کو فرش بتایا ہے جس پر چلا جائے، اس نے زمین کو نہ ماں بتایا ہے نہ اسے سلام کرنے اور پوجنے کا حکم دیا ہے، مسلمان اپنے مذہب کا پابند ہے۔

(۲) ۹؍مارچ کے امر اجالا میں اس فتویٰ کا سوال وجواب اور سوال کرنے والوں کے نام بھی چھپے ہیں، چھپے نہیں ہیں، اس سوال کی ضرورت کیوں پڑی؟

یہ بات سمجھ میں نہ آسکی تو جو بات سمجھ میں نہ آئے اس کا جواب کیسے دیا جائے؟

عبدالقدوس رومی

مفتی شہر آگرہ

۱۱؍مارچ ۲۰۰۴ء

# کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں

۴؍مارچ ۲۰۰۴ء کے اخبار ''امر اجالا'' کے آگرہ نیوز کے حصہ میں آگرہ کے چند مسلمانوں کے بیانات شائع کئے گئے ہیں جنہوں نے یہ بیان دیا ہے کہ ہم لوگ ''وندے ماترم'' کا ترانہ بہت شوق سے پڑھتے ہیں۔ اس ترانہ میں کوئی بات دین و مذہب (دین اسلام) کے خلاف نہیں ہے ان لوگوں کے متعلق شرعی حکم بتایا جائے کہ یہ لوگ اپنے اس بیان کے بعد مسلمان باقی رہے یا نہیں؟ ان کا نکاح بھی باقی رہا یا نہیں؟ برائے کرم جواب عنایت فرمائیں۔ فقط

ایم اقبال قریشی شاہ گنج آگرہ

## فتویٰ از دار الافتاء مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

# الجواب بعون الملک الوهاب

بلاشبہ ''وندے ماترم'' مذہب اسلام کے سب سے اہم بنیادی عقیدۂ توحید کے یکسر منافی اور قطعاً خلاف ہے۔ کیونکہ وندنا کے معنیٰ عقیدت کے ساتھ سر جھکا کر ہاتھ جوڑ کر سلام کرنے کے ہیں جیسا کہ ''وندے ماترم'' کے ترجمہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ جو دینی، تعلیمی، کونسل لکھنؤ سے اگست ۱۹۹۸ء کو شائع ہو چکا ہے صفت خاصۂ الٰہیہ کا غیر اللہ میں اعتقاد شرک ہے۔ ''وندے ماترم'' کے فقرہ اور اس کے پورے گیت میں اللہ تعالیٰ کی متعدد صفات مخصوصہ کو ارض وطن (بھارت کی دھرتی) کے لئے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور یہ اعتقاد بلاشبہ شرک میں داخل ہے۔ کلمۂ کفر وشرک کے مفہوم و

مطلب سے واقف ہونے کے بعد بلا جبر و اکراہ جو مسلمان بھی کہے گا تو اس پر کفر و شرک ہی کا حکم عائد ہوگا اور وہ اسلام سے خارج و مرتد ہو جائے گا لہٰذا ایسے لوگوں پر اپنے اس بیان کے بعد تجدید ایمان و نکاح کرنا لازم و ضروری ہے۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاںؒ کے ایماء پر ڈاکٹر سید مسعود الحسن صاحب عثمانی سکریٹری دینی تعلیمی، کونسل لکھنؤ نے ۲۸/اگست ۱۹۹۸ء کو ''وندے ماترم'' کا شرعی حکم ہندوستان کے اکابر اہل علم و افتاء سے دریافت کیا تھا جب کہ حکومت اتر پردیش کی وزارت تعلیم نے سرکاری پرائمری اسکولوں میں ہندو اور مسلمان سب بچوں کیلئے ''وندے ماترم'' گانے کیلئے نافذ کرنا چاہا تھا۔ چنانچہ اس کے متعلق متعدد حضرات نے جوابات دیئے تھے ایک جواب حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس صاحب رومی مفتی شہر آگرہ نے ''وندے ماترم کا مسئلہ'' تحریر فرمایا تھا جو رسالہ ''مظاہر علوم سہارنپور'' بابت نومبر ۱۹۹۸ء کے صفحہ ۲۴ و ۲۵ پر شائع ہو چکا ہے اور ہمارے دارالافتاء سے بھی ''وندے ماترم کا شرعی حکم'' جناب مفتی مجد القدوس خبیب رومی صاحب کا تحریر کردہ اور حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب المظاہریؒ کا تصدیق فرمودہ ''آئینہ مظاہر علوم'' کے سہ ماہی شمارہ اکتوبر تا دسمبر ۱۹۹۸ء کے صفحہ ۳۸ و ۳۹ پر شائع ہو چکا ہے یاد رکھنا چاہئے کہ مسلمان کا حقیقی وطن جنت ہے دنیا دراصل سرائے فانی اور مجازی وطن ہے، منزل مقصود آخرت ہے۔ اسی کے ساتھ توحید و رسالت پر ایمان و یقین رکھنا لازم و ضروری ہے۔

اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین آمین

مظفر الاسلام تھانوی

دارالافتاء مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

۲۶/محرم الحرام ۱۴۲۵ھ

(نوٹ) حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی سابق مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند نے ساٹھ سال قبل ۱۳۶۴ھ مطابق ۱۹۴۵ء کے اپنے ایک مفصل فتویٰ میں اس ترانہ کو مشرکانہ قرار دیا ہے     فللّٰہ درّ المجیب

مجد القدوس خبیب رومی
مفتی مظاہر علوم سہارنپور یوپی
۲۶ر محرم الحرام ۱۴۲۵ھ

الجواب صواب بلا ارتیاب
محمد امین غفرلہ
خادم افتاء مظاہر علوم (وقف) سہارنپور
۱۴۲۵/۱/۲۸ھ

الجواب صحیح
عبدالحسیب غفرلہ
دارالافتاء مظاہر علوم (وقف) سہارنپور
۲۶ر محرم الحرام ۱۴۲۵ھ

محمد علی حسن نہٹوری
دارالافتاء مظاہر علوم (وقف) سہارنپور
۱۴۲۵/۱/۲۸ھ

محمود عالم ٹانڈوی
دارالافتاء مظاہر علوم (وقف) سہارنپور
۲۸ر محرم الحرام ۱۴۲۵ھ

مہر دارالافتاء
مدرسہ
مظاہر علوم (وقف)
سہارنپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ!

مورخہ ۴؍مارچ ۲۰۰۴ء کے روزنامہ امر اجالا آگرہ میں چند نام نہاد مسلمانوں کے وندے ماترم کے متعلق تاثرات اور بیانات شائع ہوئے ہیں انہیں ملاحظہ فرما کر ایسا کہنے والوں کا حکم شرعی تحریر فرمائیں۔ (۱) دھرتی کو سلام ہے وندے ماترم دھرتی کی بندگی ہے وندے ماترم (۲) پوری دنیا میں مسلمانوں سے زیادہ دھرتی کی بندگی کوئی نہیں کرتا ہم دن میں پانچ بار نماز پڑھتے ہیں اور دھرتی کو چومتے ہیں (۳) وندے ماترم دیش کا ترانہ ہے مذہب کے خلاف نہیں ہے ہم نے وندے ماترم کا اردو میں ترجمہ کرایا ہے اے مادر وطن تجھے میرا سلام، ماں کو جنت جانتے ہیں تو دیش کو کیوں نہیں (۴) ہم بھی دیش کو ماں مانتے ہیں کیا اپنے دیش کی مٹی کی تعریف کرنا غلط ہے؟ وندے ماترم کہنے سے کسی دھرم کو چوٹ نہیں پہونچتی وندے ماترم کے خلاف کوئی فتویٰ نہیں ہے (۵) دھرتی ہماری ماں ہے مرنے کے بعد ہم دھرتی کی گود میں سوتے ہیں ایسی دھرتی کی وندنا کرنے میں (یعنی وندے ماترم کہنے میں) کیا برائی ہے فقط

المستفتی

طارق محمود (اٹاوہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# جواب مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

(از ترجمان مظاہر علوم مولانا مفتی مجد القدوس خبیب رومی)

سوال میں جن نام نہاد مسلمانوں کے بیانات مذکورہ "گیت" سے متعلق نقل کئے گئے ہیں ایسا کہنے والے ایمان و اسلام کی حقیقت اور کفر و شرک کے مصداق سے بالکل جاہل یا جاحد معلوم ہوتے ہیں، اگر اس قسم کے بیانات دینے والے اپنے کو مسلمان سمجھتے ہیں تو ان کو اپنے ان اقوال کفریہ و شرکیہ سے سچی پکی توبہ اور اس سے برأت کا اظہار و اعلان کرنا لازم و ضروری ہے حقیقت یہ ہے کہ اقوال مذکورہ اپنے دین و مذہب سے قطعاً ناواقفیت پر مبنی اور کفر و شرک پر مشتمل ہیں یہ نادان لوگ نماز کی حقیقت اور اس میں سجدہ کی ہیئت و کیفیت سے بھی ناواقف اور بے خبر معلوم ہوتے ہیں ایسے جاہل و بد دین لوگوں کو اسلام اور مسلمانوں کا عالم و مفتی یا ترجمان سمجھنا ہی حد درجہ غلط فہمی کی بات اور گمراہ کن صورت ہے حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے قریب لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا اور مقتدا بنالیں گے وہ لوگوں کو بغیر علم (اور فہم) کے فتوے دیں گے تو ایسے لوگ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے (متفق علیہ مشکوٰۃ شریف کتاب العلم ص ۳۳)

لہٰذا تمام مسلمانان ہند اور باشندگان بھارت کو معلوم رہنا چاہئے کہ پوری دنیا کے اہل ایمان و اسلام کے لئے ان کا دنیاوی وطن فطری اور طبعی طور پر محبوب و مرغوب تو

ہوسکتا ہے مگر دینی وشرعی حیثیت سے مسجود ومعبود ہر گز ہر گز نہیں قرار دیا جا سکتا کہ اس کی پرستش اور پوجا کی گنجائش ہو

ع　　این خیال ست ومحال ست وجنوں

جملہ اہل ایمان کا اصلی وطن جنت ہے دنیا کا کوئی ملک یا کوئی صوبہ یا کوئی شہر اور گاؤں یا اس کا کوئی محلہ اور مکان محض عارضی سرائے فانی ہے اصلی وطن قطعاً نہیں ہے۔ حقیقی وطن کا مصداق آخرت ہے اللّٰھم انا نسئلک الجنة و ما قرب الیھا من قول او عمل و نعوذبک من النار و ما قرب الیھا من قول او عمل (الحدیث) یہ دنیا محض مجازی طور پر وطن ہے کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل (الحدیث) مذکورہ بالا بیان دینے والوں کو تجدید ایمان (اور اگر شادی شدہ ہوں تو) تجدید نکاح کرنا چاہئے۔ قال فی البحر و الحاصل ان من تکلم بکلمة الکفر ھازلاً او لاعباً کفر عندالکل ولا اعتبار باعتقادہ کما صرح بہ فی الخانیة و من تکلم بھا مخطئاً او مکرھاً لا یکفر عندالکل و من تکلم بھا عامداً عالماً کفر عندالکل و من تکلم بھا اختیاراً جاھلاً بانھا کفر ففیہ اختلاف اھ (شامی ۲۷۲/۶)۔ فقط

املاہ

مجد القدوس غفرلہٗ

مفتی مظاہر علوم سہارنپور

۲۹ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ

# ہمارا قرآن ہم سے کیا کہتا ہے؟

ع کون یہ پوچھے کہ قرآں بھی کبھی پڑھتے ہو؟

؎ گرتو می خواہی مسلماں زیستن نیست ممکن جز بہ قرآں زیستن

سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۲۰ ملاحظہ ہو۔

ولن ترضی عنک الیھود ولا النصاریٰ حتی تتبع ملتھم۔ قل ان ھدی اللہ ھو الھدیٰ ولئن اتبعت اھوائھم بعد الذی جاء ک من العلم مالک من اللہ من ولی ولا نصیر۔

(ترجمہ) اور بالکل راضی نہ ہونگے تجھ سے یہود اور نہ نصاریٰ جب تک کہ تو تابع نہ ہو ان کے دین کا تو کہہ دے جو راہ اللہ بتادے وہ ہی سیدھی راہ ہے اور اگر بالفرض تو تابعداری کرے ان کی خواہشوں کی بعد اس علم کے جو تجھ کو پہونچ چکا ہے تو تیرا کوئی نہیں اللہ کے ہاتھ سے حمایت کرنے والا اور نہ کوئی مددگار ہے) (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

اس لفظی ترجمہ کے بعد معارف القرآن جلد اول ص ۳۰۶ پر منقول خلاصہ تفسیر حضرت حکیم الامت تھانویؒ بھی ملاحظہ فرمالیں جس سے آیت مذکورہ کا پورا مفہوم و مدعا واضح ہوجاتا ہے اور کسی مزید توضیح و تفصیل کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔

خلاصۂ تفسیر — "اور کبھی بھی خوش نہ ہونگے آپ سے یہ یہود اور نہ یہ نصاریٰ جب تک (آپ خدانخواستہ) ان کے مذہب کے (بالکل) پیرو نہ ہوجائیں (اور یہی صورت حال ہنود کی بھی ہے) اور یہ (یعنی آپ کا پیرو ہونا محال ہے) تو ان کا راضی ہونا بھی محال ہے (اور اگر کبھی اس قسم کی کوئی بات ان کی زبان یا حال سے مترشح

ہو جائے تو) آپ (صاف) کہہ دیجئے کہ (بھائی) حقیقت میں ہدایت کا تو وہی راستہ ہے جسے خدا نے (ہدایت کا راستہ) بتایا ہے۔ اور دلائل سے ایسا راستہ صرف اسلام ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ لہٰذا راہ ہدایت (متعین طور پر) وہی رہا اور (یہ امر کہ آپ نعوذ باللہ ان کے مذہب کے پیرو ہو جائیں محال اس لئے ہے کہ اس سے ایک دوسرا محال لازم آتا ہے کیونکہ) اگر آپ ان کے ان خیالات کا اتباع کرنے لگیں (جس کو وہ اپنا مذہب سمجھتے ہیں مگر کچھ تحریف کی وجہ سے اور کچھ منسوخ ہو جانے کی وجہ سے اب وہ محض چند غلط خیالات کا مجموعہ رہ گیا ہے۔ اور پھر آپ کی یہ اتباع بھی کیسی حالت میں کہ) علم (قطعی ثابت بالوحی) آچکنے کے بعد تو (ایسی حالت میں تو) آپ کا کوئی خدا سے بچانے والا نہ یار نکلے گا، نہ مددگار۔ (بلکہ توبہ توبہ پنجۂ قہر میں گرفتار ہو جانا لازم آئے گا اور یہ لازم محال ہے۔ کیونکہ دلائل قطعیہ سے دوام بر رضائے حق تعالیٰ آپ سے ثابت ہے لہٰذا غضب رب کی یہ صورت محال ہے جس کی وجہ سے یہ بات بھی محال ٹھہرتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتباع یہود و نصاریٰ پر عمل پیرا ہوں)۔

خلاصۂ تفسیر کے آخری حصہ میں احقر کو ضرورت محسوس ہوئی کہ کچھ تسہیل کر دی جائے اس لئے محدود و مختصر تبدیلی ہوگئی ہے قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت اور سورہ آل عمران کی آیت ذیل ان دشمنان اسلام کے سینوں میں چھپے ہوئے اندرونی جذبات دشمنی کو بیان کرنے میں درجہ کمال کو پہونچی ہوئی ہیں۔

ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواھھم و ما تخفی صدورھم اکبر۔ (الآیۃ)

(وہ تو وہی بات چاہتے ہیں جس سے تم مبتلائے مصیبت و مشقت ہو جاؤ ان کی دشمنی تو ان کی زبانی باتوں سے ظاہر ہو چکی ہے اور ان کے دلوں اور سینوں میں جو دشمنی چھپی ہوئی ہے وہ تو بہت ہی بڑھی ہوئی ہے)

یہ آیات ان دشمنان اسلام کے سینوں میں چھپی ہوئی دشمنی کا پردہ کس طرح چاک کر رہی ہیں وہ بالکل واضح اور کھلی ہوئی حقیقت ہے جسے نظر میں رکھنا قائدین ملت کیلئے بے حد ضروری ہے اس وقت وندے ماترم کو میڈیا نے پھر اچھالا ہے حالانکہ یہ مسئلہ اب بوڑھا ہو چکا ہے۔ جسے بھارت کے یہود آکسیجن (مصنوعی سانس) کے ذریعہ زندہ رکھنا چاہتے ہیں مگر ایسا اب تک ہو نہیں سکا ہے۔ ۱۵/اگست ۱۹۴۷ء سے وندے ماترم کا مشرکانہ ترانہ پورے ملک میں پھیلانے کی کوشش کی گئی تھی جسے اس وجہ سے مقبولیت حاصل نہ ہو سکی کہ اس ناول کا مصنف انگریزوں کا پکا پٹھو تھا اور یہ ایسی بنیادی کمزوری تھی کہ ہندوستان کی جنگ آزادی میں شریک ہونے والے وہ غیر مسلم رہنما بھی جو جنگ آزادی کے درمیانی اور آخری دور میں صف آرا اور کمر بستہ ہو گئے تھے وہ کسی انگریزی پٹھو کے ترانے کو اپنی پسندیدگی کی سند دینے میں شرم اور لجا محسوس کرتے تھے۔ اور ہمارے وہ اکابر علماء جو اس تحریک کی قیادت میں نہ صرف شریک بلکہ شریک غالب بھی رہے تھے وہ اس مشرکانہ ترانے کو کیسے قبول کر سکتے تھے جو کریلا اور نیم چڑھا کا صحیح مصداق تھا کہ ایک طرف تو اس کا مضمون پوری طرح شرک و مسلم دشمنی کے پس منظر میں تیار کیا گیا تھا اور اس کا لکھنے والا پکا ٹوڈی اور انگریز پٹھو تھا۔

۱۹۴۷ء میں ہونے والی تقسیم ملک بھی ایک ناقابل فراموش صورت حال تھی اردو کے مشہور ترقی پسند شاعر فیض احمد فیض تقسیم کے وقت ہندوستان ہی میں تھے اس وقت ان کی ایک مشہور اور جوش وجذبہ سے بھری پور نظم اخبار میں اسی زمانہ میں پڑھی تھی نظم کا پہلا شعر ذہن میں اپنے اسی تاثر کے ساتھ محفوظ ہے۔ آپ بھی پڑھ لیں۔

امتحاں بزم وطن میں ہے وفاداری کا ۔۔۔ اہرمن تخت نشیں ہے اسے یزداں کہیے

(آتش پرست مجوسیوں کے عقیدے میں دنیا پر حکومت کرنے والا خدا ایک

نہیں ہے دو خدا ہیں ایک خالق خیر ہے اسے یزداں کہتے ہیں دوسرا خالق شر ہے اسے اہرمن کہتے ہیں ) اب سوچنے اور غور کرنے کی بات تو یہ ہے کہ ۱۹۴۷ء میں شاید اہرمن کا مصداق کوئی ایک ہی رہا ہوگا اور اب حکومت چلانے والوں اور باہر سے حکومت کی مدد کرنے والوں کی طویل فہرست میں اہرمن اور اس کی ذریات بڑی تعداد میں موجود ہیں اور رہر ایک یہی مطالبہ کر رہا ہے کہ اسے یزداں کہا جائے اسی طرح دوسرے اہل مذاہب کی وفاداری کو پرکھنا چاہتا ہے ظاہر ہے کہ ہم مسلمان ہیں ہمارا بنیادی عقیدہ توحید الٰہی ورسالت محمدی اور آخرت پر ایمان ہے۔ ہم اس سے سرموانحراف نہیں کر سکتے۔

عبدالقدوس رومی

مفتی شہر آگرہ

---

## ارشاد حکیم الامت حضرت تھانویؒ

”علمائے دین کا کام یہ ہے کہ مسلمانوں کو من حیث المذہب بگڑنے نہ دیں“

اور

”زعماء (لیڈران) کا کام یہ ہے کہ مسلمانوں کو من حیث القوم مٹنے نہ دیں“

ع ہر کسے را بہر کارے ساختند

(ضمیمہ تنظیم المسلمین)

## شرک میں ڈوبا ہوا فقرہ ہے وندے ماترم

شرک میں ڈوبا ہوا نغمہ ہے وندے ماترم
ہم سمجھتے ہیں خدا کیا ہے، زمیں کیا چیز ہے
پھر بھلا اس گیت پر کیسے کریں سر اپنا خم

(۱)

یہ زمیں اللہ کی ہے، حمد تو بس اس کی ہو
حمد کے لائق وہی ہے، حمد تو بس اس کی ہو
ذات جو لامنتہی ہے، حمد تو بس اس کی ہو
رات دن حمد و ثنا کرتے رہیں پھر بھی ہے کم
شرک میں ڈوبا ہوا نغمہ ہے وندے ماترم

(۲)

سجدہ غیراللہ کے آگے سراسر ظلم ہے
سب خدا کہلائیں دریا، پیڑ، پتھر ظلم ہے
خلق کو سمجھا ہے خالق کے برابر ظلم ہے
جہل نے انسان پر توڑا ہے یہ کیسا ستم
شرک میں ڈوبا ہوا نغمہ ہے وندے ماترم

(۳)

چاندنی میں جگمگاتی رات ہے اس کی عطا
دھوپ ہے اس کا کرم، برسات ہے اس کی عطا
کیا صبا، کیا پھول، ہر سوغات ہے اس کی عطا
اس کی صناعی سے یہ دھرتی بنی رشک ارم
شرک میں ڈوبا ہوا نغمہ ہے وندے ماترم

(۴)

جسم و جاں کا ظاہر و باطن عنایت اس کی ہے
علم کے موتی، یقیں کا نور، رحمت اس کی ہے
جرأت اظہار زندہ ہے، ودیعت اس کی ہے
اس کی بخشش ہے تو سچ لکھتا ہے شاعر کا قلم
شرک میں ڈوبا ہوا نغمہ ہے وندے ماترم

(۵)

تیرے بندوں نے چنا ہے گمرہی کا راستہ
سب بھٹکتے پھر رہے ہیں قافلہ در قافلہ
کردے ان کے ذہن و دل کی تیرگی کا خاتمہ
روشنی کے سمت یارب پھیردے ان کے قدم
شرک میں ڈوبا ہوا نغمہ ہے وندے ماترم

(۶)

پاک ہو جبر سیاست سے مرا پیارا وطن
سب کو جینے دے محبت سے مرا پیارا وطن
باز آجائے عداوت سے مرا پیارا وطن
ملت اسلام پر لادے نہ وندے ماترم
شرک میں ڈوبا ہوا نغمہ ہے وندے ماترم

انتظار نعیم

جنرل سکریٹری، ادارۂ ادب اسلامی ہند
2525 بارہ دری بلّی ماران دہلی 110006

مکرمی جناب شاعر توحید برادرم انتظار نعیم صاحب انعم اللّٰہ علیہ وسلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۷؍مارچ کو ''وندے ماترم'' سے متعلق فتویٰ دے کر پہلے سے طے شدہ تاریخ (۸؍مارچ) کو اپنے وطن مالوف الہ آباد چلا گیا تھا آگرہ کے کچھ برادران وطن نے جب میرے فتوی کی وجہ سے شاید مجھے بھی اپنے ہی جیسا کافر سمجھ کر میرا پتلا جلایا تھا تو میں بذات خود الہ آباد میں تھا یکم؍اپریل کو بعد العصر واپسی ہوئی اور آئی ہوئی ڈاک دیکھنے کو ملی جس میں جناب کی ملفوف کردہ نظم کسی دوسری تحریر کے بغیر موصول ہوئی اسی وجہ سے یہ بھی اندازہ نہ ہوسکا کہ وہ مطبوعہ نظم آپ ہی نے بھیجی ہے یا کسی دوسرے نے کرم فرمائی کی ہے نظم بہت پسند آئی اور نہ صرف پسند آئی بلکہ اس نے فکر میں تحریک پیدا کردی جس کے نتیجہ میں ایک بند برجستہ زیر قلم آ گیا۔ پھر دو بند قلم بند ہو گئے۔

فرق کرنا ہے ہمیں ساجد میں اور مسجود میں ☆ فرق کرنا ہے ہمیں عابد میں اور معبود میں
فرق کرنا ہے ہمیں قاصد میں اور مقصود میں ☆ فرق کرنا ہے ہمیں محبوب اور معبود میں
جو موحد ہے نہیں کہہ سکتا ''وندے ماترم''

بیٹا ہے محبوب ہم کہتے ہیں بس نور نظر ☆ بیٹی ہے مرغوب کہتے ہیں جسے لخت جگر
بی بی ہے دل کا سکوں آباد اس سے اپنا گھر ☆ یہ سبھی محبوب ہیں معبود کیسے کہہ دیں ہم
ہم مسلماں ہیں نہیں کہہ سکتے ''وندے ماترم''

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

والسلام

رومی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## ترجمان حق حضرت مولانا مفتی عبد القدوس صاحب رومی دامت برکاتہم

ع رسیدہ بود بلائے و لے بخیر گذشت

ابھی پچھلے مہینہ مارچ ۲۰۰۴ء کے پہلے ہفتہ میں "وندے ماترم" کا جو قضیہ آگرہ کی سرزمین سے اٹھا تھا اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ وہ بروقت اعلان حق کی بدولت دب گیا۔

۱۰/اپریل کو ان چودہ افراد میں سے ایک جوان مسلمان اپنے دو تین اہل تعلق کے ساتھ راقم الحروف کے پاس آیا آنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ مجھے اس تفصیل سے آگاہ کرے جو ۴/مارچ کے امر اجالا ہندی اخبار میں شائع ہوئی تھی اس کی بتائی ہوئی تفصیل سے اندازہ ہوا کہ یہ واقعہ ہندوتو کے کچھ دیوانوں کی بنائی ہوئی ایک منصوبہ بند سازش تھی منصوبہ یہ تھا کہ دین اسلام سے ناواقف لوگوں کو "وندے ماترم" کا ترانہ پڑھنے پر آمادہ کرلیا جائے اور جب ایسے لوگ ایک بڑی تعداد میں ہمنوا اور آمادہ ہوجائیں تو یہ کہہ کر کہ مسلم عوام کو اس ترانے میں کوئی برائی نہیں محسوس نہیں ہوتی لہٰذا اسے پورے ملک پر مسلط کیا جاسکتا ہے۔

آنے والے اس مسلم جوان نے مجھے بتایا کہ میرے سامنے ایک کتاب رکھی گئی جس میں "وندے ماترم" کا گیت اس کے اردو ترجمہ کے ساتھ لکھا ہوا تھا۔ مجھ سے کہا گیا کہ پڑھو یہ کیا لکھا ہے میں نے پڑھ دیا "وندے ماترم" لکھا ہے پھر مجھ سے کہا گیا کہ اب اس کے معنی پڑھو میں نے پڑھ دیا "اے مادر وطن! میں تجھ کو سلام کرتا ہوں"

اب مجھ سے پوچھا گیا کہ تمہیں اس میں کوئی برائی لگتی ہے؟ میں نے کہہ دیا کہ نہیں اس اتنی بات میں تو کوئی برائی نہیں لگتی ہے لیکن مجھے مذہب کی پوری معلومات نہیں ہے اسے ہمارے علماء ہی بتا سکتے ہیں۔

اس تفصیل کو سن کر اس میں پوشیدہ منصوبہ بند سازش کو سمجھ لینا کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ہندوتو کے جنونیوں نے اس طرح ''وندے ماترم'' کی تلقین وتبلیغ کا یہ نیا طریقہ نکالا تھا لیکن چونکہ مسلمان خواہ وہ دیندار نہ بھی ہو عام طور پر دین پسند ہوتا ہے اس لئے بروقت اعلان حق نے دشمنان اسلام کی یہ سازش ناکام بنادی۔ فللہ الحمد ولہ الشکر

عبدالقدوس رومی مفتی شہر آگرہ

۱۹ر صفر المظفر ۱۴۲۵ھ بروز شنبہ

## تحقیقی سوال

آنے والے مسلم نوجوان سے میں نے یہ بھی کہہ دیا کہ آپ کے گرو نے جب یہ کہا تھا کہ مادر وطن کو سلام کرنے میں کیا برائی ہے تو آپ کو کہنا چاہیۓ تھا کہ سلام صرف حقیقی ماں کو کیا جاتا ہے ورنہ بہت سے لوگ تو گائے کو بھی ماں کہتے اور مانتے ہیں ''گئو ماتا'' کہتے ہیں تو پھر کل ہم سے ہر گئو ماتا کو بھی سلام کرنے کو کہا جائیگا۔

ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آسکتی کہ اگر ہم سرزمین وطن کو حقیقی ماں جیسی عظیم سمجھیں گے تو پھر پیشاب، پاخانہ کے لئے شاید ہمیں پربت اور پہاڑ پر جانا پڑے گا ہمیں اچھا نہ لگے گا کہ ماں کی چھاتی پر بیٹھ کر پیشاب، پاخانہ کرکے اسے ناپاک کریں

رومی

# بلند اب کرو رومیؔ صدائے اللہ

بتوں کا شور بپا ہے جہان میں ہر سو
کسی جہت سے اٹھے تو صدائے اللہ
وہ سومناتھ ہو یا سارناتھ یا رگھوناتھ
ضرور چمکے گی اک دن ضیائے اللہ
وہ میر باقیؔ کی مسجد بنے گی دوبارہ
وہاں سے ہوگی بلند پھر صدائے اللہ
نوائے حق سے ہیں خاموش منبر و محراب
بلند اب کرو رومیؔ صدائے اللہ

نتیجۂ فکر از ترجمان حق حضرت مولانا مفتی عبد القدوس رومیؔ صاحب مدظلہ العالی
صدر عدلیہ شرعیہ دار القضاء والافتاء دار العلوم وصی آباد الہ آباد
۳۰ رصفر المظفر ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۲ راپریل ۲۰۰۴ء